۱۰ / ستمبر ۱۹۰۹ء

خطبہ جمعہ

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍ بَیِّنَۃٍ وَ مَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (البقرۃ:۲۱۲) کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

بنی اسرائیل کو کس قدر کھلے کھلے نشان دیئے۔ ان کے دشمن کو ان کے سامنے اسی بحر میں جس سے وہ صحیح سلامت نکل آئے' ان کے دیکھتے دیکھتے ہلاک کیا۔ ان کے املاک کا وارث کیا اور پھر یہ کہ بنی اسرائیل سب کے سب غلام تھے۔ حضرت موسیٰؑ خود فرماتے ہیں وَ تِلْکَ نِعْمَۃٌ تَمُنُّھَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ (الشعراء:۲۳)۔ خدا نے ان پر یہاں تک فضل کیا کہ غلامی سے بادشاہی دی' نبوت دی۔ تمام جہان کے لوگوں پر فضیلت دی۔ چنانچہ فرماتا ہے اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّ اٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِیْنَ (المائدۃ:۲۱)۔ لیکن جب بنی اسرائیل نے ان انعامات الٰہی کی کچھ قدر نہیں کی تو بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ (البقرۃ:۶۲) اور ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَ

الْمَسْكَنَةُ (البقرۃ:۶۲) کا فتویٰ ان پر چل گیا۔ وہی یہود جو تمام جہان کے لوگوں پر فضیلت رکھتے تھے دنیا میں ان کے رہنے کے لئے کوئی اپنی سلطنت نہیں۔ جدھر جاتے ہیں بندروں کی طرح دھتکارے جاتے ہیں۔ یہ کیوں؟ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَتَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔

اب یہاں بنی اسرائیل نہیں بیٹھے۔ سب مسلمان ہی ہیں۔ مسلمانوں پر خدا نے بنی اسرائیل سے بڑھ کر انعامات کئے۔ ان کو نہ صرف بنی اسرائیل کے ملکوں کا وارث کیا بلکہ جبل الطارق پر یہی حکمران تھے۔ مشرق میں کاشغر' بخارا سے چائنا تک پہنچے۔ لیکن جب مسلمانوں نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی تو جبل الطارق جبرالٹر بن گیا۔ کاشغر وغیرہ پر روس کی حکومت ہو گئی۔ گنگا کا کنارا اور سندھ انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔ ایسا کیوں ہوا؟ جو بنی اسرائیل نے کیا وہی مسلمانوں نے کیا۔ خدا نے ان کو ایسا دین دیا جو کل دینوں سے بڑھ کر ہے۔ ایسی کتاب دی جو کل کتب الٰہیہ کی جامع ہے۔ ایسا نبی دیا جو تمام انبیاء کا سردار ہے (احمدیوں کو تو وہ امام دیا جو تمام اولیاء کا سردار ہے)۔ بنی اسرائیل کے فرعون کو تو سمندر میں غرق کیا مگر ہمارے نبی کریمؐ کے فرعون (ابو جہل) کو' باوجودیکہ ہم کتابوں میں یہی پڑھتے آتے تھے اِمَّا اَنْ لَّا يَكُوْنَ فِي الْبَحْرِ اِمَّا اَنْ يَّغْرِقَ' خشکی میں غرق کر کے دکھا دیا۔ کس قدر افسوس ہے کہ مسلمان ان نعمتوں کی بے قدری کر رہے ہیں۔ اس کتاب کی جس کو ذٰلِكَ الْكِتَابُ فرمایا یعنی اگر کوئی کتاب ہے تو یہی ہے' کچھ پروا نہیں کی جاتی۔ اس میں اس قدر علوم ہیں کہ شاہ عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کتابیں جمع کرنے کے لئے تین کروڑ روپیہ چاہئے۔ یہ ان کے زمانے کا ذکر ہے۔ اب تو اس قدر کتابیں ہیں کہ کئی کروڑ روپے بھی کافی نہ ہوں۔ لیکن کئی مسلمان ہیں جو اس کے معمولی معنے بھی نہیں جانتے۔ پھر خود پسندی' خود رائی کا یہ حال ہے کہ نہ قرآن سے واقف' نہ حدیث سے آگاہ۔ نہ حفظ نفس' حفظ مال' حفظ اعراض کے اصول سے باخبر۔ مگر اپنی رائے کو کلام الٰہی پر ترجیح دینے کو تیار۔ قرآن کو امام و مطاع نہیں بناتے۔ تم لوگوں نے دین کے لئے اپنے گھربار' اپنے خویش و اقارب' اپنے احباب وغیرہ کو چھوڑا ہے۔ اگر تم بھی قرآن کی تعلیم حاصل نہ کرو تو افسوس ہے۔ (چونکہ بارش شروع ہو گئی تھی اس لئے خطبہ یہیں ختم کرنا پڑا)۔

(بدر جلد ۸۔ ۹ نمبر ۴۶۔ ۴۷۔۔ ۹/ ۱۶' ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱)

☆ - ☆ - ☆ - ☆